سورۃ الاعراف

آیات ۴۸ - ۵۴

وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ رِجَالًا يَّعْرِفُوْنَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ قَالُوْا مَاۤ اَغْنٰى عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَ
مَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ اَهٰۤؤُلَاۤءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ؕ اُدْخُلُوا
الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَنَادٰۤى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ
اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ؕ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ
ۙ ﴿۵۰﴾ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا
نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ
عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ؕ يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ
يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ
فَيَشْفَعُوْا لَنَاۤ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ قَدْ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ
عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ع ﴿۵۳﴾ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ
ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ قف يُغْشِى الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ۙ وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَ
النُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ؕ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ؕ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۵۴﴾

وَنَادٰٓی اَصۡحٰبُ الۡاَعۡرَافِ رِجَالًا یَّعۡرِفُوۡنَهُمۡ بِسِیۡمٰهُمۡ قَالُوۡا مَاۤ اَغۡنٰی عَنۡکُمۡ جَمۡعُکُمۡ وَمَا کُنۡتُمۡ تَسۡتَکۡبِرُوۡنَ ﴿۴۸﴾

وَنَادٰٓی - اور پکاریں گے

اَصۡحٰبُ الۡاَعۡرَافِ - بلندیوں والے (اصحابِ اعراف)

رِجَالًا یَّعۡرِفُوۡنَهُمۡ - کچھ لوگوں کو وہ پہچانتے ہوں گے جن کو

بِسِیۡمٰهُمۡ - ان کی نشانی سے

سِیْمیٰ - نشانی، علامت، چہرہ

قَالُوۡا مَاۤ اَغۡنٰی - کہیں گے نہ کام آئی

أغْنَیٰ یُغْنِي ، إغْنَاءً - کام آنا، مال دار ہونا (IV)

عَنۡکُمۡ جَمۡعُکُمۡ - تمہارے جتھ بندی

وَمَا کُنۡتُمۡ - اور وہ جس پر تھے

تَسۡتَکۡبِرُوۡنَ - گھمنڈ کرتے

اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيۡنَ اَقۡسَمۡتُمۡ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحۡمَةٍ ‌ؕ اُدۡخُلُوا الۡجَنَّةَ لَا خَوۡفٌ عَلَيۡكُمۡ وَلَاۤ اَنۡتُمۡ تَحۡزَنُوۡنَ ﴿۴۹﴾

اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيۡنَ - کیا یہ ہیں وہ لوگ جن کی

هٰؤُلَاءِ اسم اشارہ جمع قریب

(هَاءِ + أُوْلَاءِ)

اَقۡسَمۡتُمۡ - تم لوگ قسم کھاتے تھے

لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ - (کہ) نہیں پہنچے گا ان کو اللہ

نَالَ يَنَالُ ، نَيْلاً - پہنچنا (پکڑنا)

بِرَحۡمَةٍ - کسی رحمت سے

اُدۡخُلُوا الۡجَنَّةَ - (جنہیں کہا گیا) داخل ہو جنت میں

لَا خَوۡفٌ عَلَيۡكُمۡ - کوئی خوف نہیں ہے تم لوگوں پر

وَلَاۤ اَنۡتُمۡ - اور نہ ہی تم لوگ

تَحۡزَنُوۡنَ - پچھتاؤ گے

وَنَادَىٰٓ أَصْحَٰبُ ٱلْأَعْرَافِ رِجَالًا يَعْرِفُونَهُم بِسِيمَىٰهُمْ قَالُوا۟ مَآ أَغْنَىٰ عَنكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنتُمْ
تَسْتَكْبِرُونَ ﴿۴۸﴾ أَهَٰٓؤُلَآءِ ٱلَّذِينَ أَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ ٱللَّهُ بِرَحْمَةٍ ۚ ٱدْخُلُوا۟ ٱلْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَآ
أَنتُمْ تَحْزَنُونَ ﴿۴۹﴾

پھر یہ اعراف کے لوگ دوزخ کی چند بڑی بڑی شخصیتوں کو ان کی علامتوں سے پہچان کر پکاریں گے کہ "دیکھ لیا تم نے، آج نہ تمہارے جتھے تمہارے کسی کام آئے اور نہ وہ ساز و سامان جن کو تم بڑی چیز سمجھتے تھے، اور کیا یہ اہل جنت وہی لوگ نہیں ہیں جن کے متعلق تم قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ اِن کو تو خدا اپنی رحمت میں سے کچھ بھی نہ دے گا؟ آج انہی سے کہا گیا کہ داخل ہو جاؤ جنت میں، تمہارے لیے نہ خوف ہے نہ رنج

And the people of the Heights will cry out to the men whom they would recognize by their marks. saving: 'Neither your numbers nor the riches of which you were proud availed you.

Are these not the ones of whom you swore that Allah shall grant them nothing of His mercy?' To such it will be said: 'Enter Paradise. You have no cause to fear, nor shall you grieve.

وَنَادٰٓی اَصۡحٰبُ الۡاَعۡرَافِ رِجَالًا یَّعۡرِفُوۡنَهُمۡ بِسِیۡمٰهُمۡ قَالُوۡا مَاۤ اَغۡنٰی عَنۡكُمۡ جَمۡعُكُمۡ وَمَا كُنۡتُمۡ تَسۡتَكۡبِرُوۡنَ ﴿۴۸﴾

اصحاب اعراف کا آئمہ کفر سے خطاب

- اس آیتِ کریمہ کے الفاظ سے واضح ہے کہ اصحاب اعراف کا یہ خطاب اہل دوزخ کے لیڈروں سے ہوگا
- دوزخ میں یہ لوگ اپنے نمایاں نشانات سے ممتاز ہوں گے اس وجہ سے اصحاب اعراف پہچان جائیں گے
- احادیث مبارکہ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اہل جنت اور اہل جہنم دونوں اپنے مخصوص علامتوں ، خدوخال اور اپنے حالات سے پہچانیں جائیں گے
- جھٹلانے والے منکرین کے چہرے نہایت سیاہ اور مکروہ ہوں گے ، ان میں جو بڑے بڑے کفار ہوں گے جنھوں نے ائمہ کفر کی طرح اپنا رول ادا کیا ہوگا وہ اپنے چہروں کی بڑھی ہوئی سیاہی اور چہروں پر پڑی ہوئی لعنت سے پہچانے جائیں گے۔ جتنا کوئی بڑا کافر ہوگا اس کا چہرہ اتنا ہی زیادہ سیاہ اور مکروہ ہوگے ، یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہوگی کہ ان کے چہروں پر اور بھی کوئی ایسی علامتیں ہوں جن کو دیکھ کر یہ اندازہ کرنے میں کوئی دشواری نہ پیش آئے کہ یہ ابوجہل ہے اور یہ ابولہب
- اصحابِ اعراف ان سے پوچھیں گے کہ کہاں گئی تمہاری جماعت ، تمہارا خاندان و قبیلہ ؟ اور کہاں ہے تمہارا تکبر
- مادی وسائل، افرادی قوت اور طرفداروں کا موجود ہونا کافروں کی عذاب جہنم سے نجات کا موجب نہیں بن سکتا

أَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ ؕ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَ لَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿۴۹﴾

- یہ سوال ان ائمہ کفر سے، اہلِ اعراف اہل جنت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کریں گے کہ بتاؤ کیا یہی وہ لوگ نہیں ہیں جن کے باب میں تم قسمیں کھا کے کہتے تھے کہ یہ کبھی خدا کے کسی فضل کے سزاوار نہیں ہو سکتے ان تک اللہ کی کوئی رحمت پہنچ ہی نہیں سکتی، کیونکہ تمہارے زعم میں تو وہ مفلس اور نادار تھے، گھٹیا طبقے سے تعلق رکھتے تھے اور گرے پڑے لوگ تھے ! اور تم تھے کہ اس وقت ان کے مقابلے میں اپنی دولت ' حیثیت ' وجاہت اور طاقت کے بل پر اکڑا کرتے تھے۔ وہ تو آج جنت میں ہیں اور تم جہنم میں پڑے جل رہے ہو۔
- یہ سوال محض مشرکین مکہ اور مشرکین عرب سے نہیں ہے بلکہ دنیا بھر کی لادینی قوتوں کے علمبرداروں سے ہوگا

☞ اہل ایمان دنیا میں متکبرین، لادین، سیکولر اور دین بیزار عناصر کی تحقیر کا نشانہ بنتے ہیں لیکن یہ سب کچھ برداشت کرنے اور دین پر استقامت کے بدلے اللہ تعالیٰ کی ان پر عنایات اور لطف و کرم کی بارشیں ہوں گی

- پھر فرمایا جنت میں داخل ہو جاؤ جنت میں جانے کے بعد نہ تمہیں کوئی خوف ہوگا اور نہ حزن ہوگا۔ یہ جنت میں داخلے کا حکم کسے دیا جارہا ہے ؟
- مفسرین کی ایک رائے یہ ہے یہ حکم اصحابِ اعراف کو دیا جارہا ہے (کہ وہ ابھی تک جنت میں داخل نہیں ہوئے)، اور دوسری رائے یہ ہے کہ اس سے مراد اہل جنت ہیں (لیکن وہ تو جنت میں پہلے سے موجود ہیں) اس کا جواب یہ ہے عربی زبان میں فعل ہر جگہ اپنے ابتدائی معنیٰ ہی پر دلیل نہیں ہوا کرتا بلکہ بعض مواقع میں وہ تمکن واستمرار پر دلیل ہوتا ہے (فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَىٰ يُوسُفَ آوَىٰ إِلَيْهِ أَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوا مِصْرَ إِن شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ۔... اس نے اپنے ماں باپ کو اپنے پاس جگہ دی اور کہا مصر میں داخل ہو انشاء اللہ امن کے ساتھ) ۱۲/۹۹

وَنَادٰۤی اَصۡحٰبُ النَّارِ اَصۡحٰبَ الۡجَنَّةِ اَنۡ اَفِیۡضُوۡا عَلَیۡنَا مِنَ الۡمَآءِ اَوۡ مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰهُ ؕ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَی الۡکٰفِرِیۡنَ ۙ﴿۵۰﴾

وَنَادٰۤی اَصۡحٰبُ النَّارِ - اور پکاریں گے آگ والے

اَصۡحٰبَ الۡجَنَّةِ - جنت والوں کو

اَنۡ اَفِیۡضُوۡا عَلَیۡنَا - کہ تم لوگ ڈالو ہم پر

مِنَ الۡمَآءِ - پانی میں سے (کچھ)

اَوۡ مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰهُ - یا اس میں سے جو عطا کیا تم کو اللہ نے

قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰهَ - وہ کہیں گے یقیناً اللہ نے

حَرَّمَهُمَا - حرام کیا دونوں کو

عَلَی الۡکٰفِرِیۡنَ - کافروں پر

أَفَاضَ يُفِيْضُ ، إِفَاضَةً - انڈیلنا، ڈالنا (IV)

حَرَّمَ يُحَرِّمُ ، تَحْرِيْمًا - حرام کرنا (II)

یہ حرمت شرعی حرمت نہیں بلکہ محروم کرنے کے معنیٰ میں جیسے فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَیۡهِمۡ اَرۡبَعِیۡنَ سَنَةً ۚ، ان پر وہ سرزمین چالیس سال کے لئے حرام کردی گئی - ۵/۲۶

وَنَادٰۤى اَصۡحٰبُ النَّارِ اَصۡحٰبَ الۡجَـنَّةِ اَنۡ اَفِيۡضُوۡا عَلَيۡنَا مِنَ الۡمَآءِ اَوۡ مِمَّا رَزَقَكُمُ
اللّٰهُ ؕ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَۙ ﴿۵۰﴾

اور دوزخ کے لوگ جنت والوں کو پکاریں گے کہ کچھ تھوڑا سا پانی ہم پر ڈال دو یا
جو رزق اللہ نے تمہیں دیا ہے اُسی میں سے کچھ پھینک دو وہ جواب دیں گے کہ
"اللہ نے یہ دونوں چیزیں اُن منکرین حق پر حرام کر دی ہیں

And the people of the Fire will cry out to the people of Paradise: 'Pour out some water on us or throw at us something of what Allah has bestowed upon you.' They will reply: 'Allah has forbidden them to the deniers of the truth,

وَنَادٰٓى اَصۡحٰبُ النَّارِ اَصۡحٰبَ الۡجَـنَّةِ اَنۡ اَفِيۡضُوۡا عَلَيۡنَا مِنَ الۡمَآءِ اَوۡ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ‌ؕ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَۙ‏ ﴿۵۰﴾

اہل دوزخ کی مزید تذلیل

- اہل جہنم، اہل جنت کو پکاریں گے کہ ہم تو ایک نا قابل بیان عذاب میں مبتلا ہیں اور تمہیں اللہ نے بے پایاں نعمتوں سے نوازا ہے کیا تم ہم پر مہربانی کرتے ہوئے پینے یا کھانے کی چیزوں میں سے تھوڑا بہت ہمیں عطا نہیں کرو گے؟
- اس کے جواب میں اہل جنت جو سراپا خیر خواہی اور ہمدردی ہیں ان سے عذر کریں گے کہ ان نعمتوں میں سے ہم کوئی سی نعمت بھی تمہیں نہیں دے سکتے اس لیے کہ یہ اللہ نے تم پر حرام کر دی ہیں۔ اب جس چیز کو تمہارے لیے اللہ نے حرام اور ممنوع قرار دے دیا ہے ہم اگر تمہیں اس میں سے کچھ دیں گے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے اللہ کے حکم اور منشاء کی خلاف ورزی کی۔
- اہل جہنم کو جو کچھ کھانے اور پینے کو ملے گا وہ بہت ہی برا ہوگا، هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوا مَاءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ أَمْعَاءَهُمْ ، جو جہنم میں ہمیشہ رہیں گے اور جنہیں ایسا گرم پانی پلایا جائے گا جو ان کی آنتیں تک کاٹ ڈالے گا- 47/15
- إِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّومِ ﴿٤٣﴾ طَعَامُ الْأَثِيمِ ﴿٤٤﴾ كَالْمُهْلِ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ ﴿٤٥﴾ كَغَلْيِ الْحَمِيمِ ﴿٤٦﴾ ، بیشک زقوم کا درخت۔ گناہ گار کا کھانا ہے۔ پگھلے ہوئے تانبے کی طرح، پیٹوں میں کھولتا ہے۔ گرم پانی کے کھولنے کے طرح - (الدخان)
- عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ﴿٣﴾ تَصْلَىٰ نَارًا حَامِيَةً ﴿٤﴾ تُسْقَىٰ مِنْ عَيْنٍ آنِيَةٍ ﴿٥﴾ لَّيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ إِلَّا مِن ضَرِيعٍ ﴿٦﴾ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِي مِن جُوعٍ ﴿٧﴾
محنت کرنے والے، تھک جانے والے۔ گرم آگ میں داخل ہوں گے۔ وہ ایک کھولتے ہوئے چشمے سے پلائے جائیں گے۔ ان کے لیے کوئی کھانا نہیں ہوگا مگر ضریع سے۔ جو نہ موٹا کرے گا اور نہ بھوک سے کچھ فائدہ دے گا۔

الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّ لَعِبًا وَّ غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَ مَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۵۱﴾

الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ ۔ وہ لوگ جنہوں نے بنایا اپنے دین کو

اتَّخَذَ يَتَّخِذ ، اِتِّخاذًا ۔ بنانا (۱۷)

لَهْوًا وَّلَعِبًا ۔ تماشا اور کھیل

لھو و لعب ۔ کھیل تماشا

وَّ غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۔ اور دھوکہ دیا ان کو دنیا کی زندگی نے

غَرَّ يَغُرُّ ، غَرًّا و غُرورًا
دھوکے میں ڈالنا

فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ ۔ تو آج ہم بھول جائیں گے ان کو

نَسِيَ يَنْسَى ، نِسْيَانًا ۔ بھول
جانا، جان بوجھ کر نظر انداز کرنا

كَمَا نَسُوْا ۔ جیسے کہ وہ بھولے

لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۔ اپنے اس دن کی ملاقات کو

لِقَاء ۔ ملاقات

وَ مَا كَانُوْا ۔ اور جیسے تھے

مَا ۔ یہاں پر کَمَا کے معنی میں

بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۔ وہ ہماری آیات کا انکار کرتے

جَحَدَ يَجْحَدُ ، جَحْدًا و جُحُوْدًا انکار کرنا

جحد: یہ مطلق انکار یا غلط فہمی کی بنا پر نہیں بلکہ دل سے حق کا قائل ہو کر بھی ہٹ دھرمی اور ڈھٹائی سے انکار کیے چلے جانا

الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّ لَعِبًا وَّ غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿٥١﴾

وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ - اور یقیناً ہم لائے ان کے پاس

جَاءَ يَجِيْءُ ، مَجِيْئاً - آنا، لے آنا

بِكِتٰبٍ - ایک ایسی کتاب

فَصَّلْنٰهُ - ہم نے کھول کر بیان کیا ہے جس کو

فَصَّلَ يُفَصِّلُ ، تَفْصِيْلاً - تفصیل سے بیان کرنا

عَلٰى عِلْمٍ - علم (کی بنیاد) پر

هُدًى - ہدایت دیتے ہوئے

وَّ رَحْمَةً - اور رحمت ہوتے ہوئے

لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ - (ان) لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں

الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّ لَعِبًا وَّ غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا
لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَ مَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۵۱﴾ وَ لَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى
عِلْمٍ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾

جنہوں نے اپنے دین کو کھیل اور تفریح بنا لیا تھا اور جنہیں دنیا کی زندگی نے فریب
میں مبتلا کر رکھا تھا اللہ فرماتا ہے کہ آج ہم بھی انہیں اسی طرح بھلا دیں گے جس
طرح وہ اِس دن کی ملاقات کو بھولے رہے اور ہماری آیتوں کا انکار کرتے رہے" ہم
اِن لوگوں کے پاس ایک ایسی کتاب لے آئے ہیں جس کو ہم نے علم کی بنا پر مفصل
بنایا ہے اور جو ایمان لانے والوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے

who have made their religion a sport and play. and whom the life of the world has beguiled. So on that Day We shall forget them in the manner they forget their meeting of this Day with Us and persist in denying Our revelations.
Surely We have brought them a Book which We expounded with knowledge;36 a guidance and a mercy to those who believe

محمد اقبال

الَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا دِیۡنَہُمۡ لَہۡوًا وَّ لَعِبًا وَّ غَرَّتۡہُمُ الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَا ۚ فَالۡیَوۡمَ نَنۡسٰہُمۡ کَمَا نَسُوۡا لِقَآءَ یَوۡمِہِمۡ ہٰذَا ۙ وَ مَا کَانُوۡا بِاٰیٰتِنَا یَجۡحَدُوۡنَ ﴿۵۱﴾

جنت کی نعمتوں سے محرومی کے اسباب - دنیاوی زندگی اور اس کا دھوکہ

- اللہ تعالیٰ نے کفار پر جنت کی نعمتیں اس لیے حرام کیں انھوں نے اس دین اسلام کو جو اللہ نے ان کے لیے پسند فرمایا کھیل بنالیا یعنی اس کا مذاق اڑایا۔
- دنیاوی زندگی نے ان کو دھوکے میں ڈالا، اسی کے لیے عمل کرتے رہے اور سب کچھ اسی کو سمجھتے رہے آخرت کے لیے فکر مند نہ ہوئے اور جس دین کے ذریعے آخرت میں نجات ہوتی اسے قبول کرنے سے دور رہے۔
- اپنی خواہشات کی دلدل میں اتر کر اللہ کی آیات، انبیاء و رُسل کے فرامین اور اس دن کی ملاقات اور حساب کتاب کو فراموش کر دیا (دنیا کی زندگی نے انہیں دھوکہ دیا)
- اسی سبب ان کے ساتھ آج اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ایسا برتاؤ کریں گے جو ایسے لوگوں کے ساتھ کیا جاتا ہے ، ان کی طرف رحمت کے ساتھ بالکل توجہ نہ کی جائے گی، انھوں نے آج کے دن یعنی یوم قیامت کو بھلا دیا تھا اور ہ اللہ کی آیات کا انکار کیا تھا اس لیے ان پر بالکل رحم نہ کیا جائے گا اور ان کی کوئی درخواست قبول نہ کی جائے گی اور ان کو دوزخ ہی میں ہمیشہ کے لیے چھوڑ دیا جائے گا۔ (العیاذ باللہ)

☜ گمراہی اور بھٹکنے کا پہلا مرحلہ یہ ہوتا ہے کہ انسان اپنی قسمت بنانے والے مسائل کو کوئی اہمیت نہ دے اور انھیں کھیل تماشہ سمجھ کر ٹال دے۔ جو آگے چل کر حقائق کے انکار اور تکذیب پہ منتج ہوتا ہے

هَلۡ يَنۡظُرُوۡنَ اِلَّا تَاۡوِيۡلَهٗ ؕ يَوۡمَ يَاۡتِىۡ تَاۡوِيۡلُهٗ يَقُوۡلُ الَّذِيۡنَ نَسُوۡهُ مِنۡ قَبۡلُ قَدۡ جَآءَتۡ رُسُلُ رَبِّنَا بِالۡحَقِّ ۚ فَهَلۡ لَّنَا مِنۡ شُفَعَآءَ

هَلۡ يَنۡظُرُوۡنَ - کیا وہ انتظار کرتے ہیں

هَل حرفِ استفہام

اِلَّا تَاۡوِيۡلَهٗ - سوائے اس کے انجام کار کے

أوَّلَ يُؤوِّلُ ، تأوِيْلاً - کسی چیز کو اسکی غایت/انجام کی طرف لوٹانا (II)

تاویل۔ کسی بات کا انجام بیان کرنا

اس سے پھر کسی بات کے آخری معنی بیان کرنے کے

اگر یہ آخری معنی (انجام) خواب کا بتانا ہو تو یہ تعبیر کہلاتی ہے

يَوۡمَ يَاۡتِىۡ تَاۡوِيۡلُهٗ - جس دن آئے گا اس کا انجام

يَقُوۡلُ الَّذِيۡنَ نَسُوۡهُ - (تو) کہیں گے وہ لوگ جو بھولے اس کو

مِنۡ قَبۡلُ قَدۡ جَآءَتۡ - اس سے پہلے یقیناً آئے

رُسُلُ رَبِّنَا بِالۡحَقِّ - ہمارے رب کے رسول حق کے ساتھ

فَهَلۡ لَّنَا - تو کیا ہمارے لیے ہیں

مِنۡ شُفَعَآءَ - کوئی شفاعت کرنے والے

شُفَعَاء ، شَفِيْع کی جمع (سفارش کرنے والا)

فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِىْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَ ضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۵۳﴾ ع

فَيَشْفَعُوْا لَنَآ - کہ وہ شفاعت کریں ہماری

اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ - یا ہم لوٹائے جائیں کہ ہم عمل کریں

رَدَّ يَرُدّ ، رَدًّا - واپس بھیجنا، لوٹنا

غَيْرَ الَّذِىْ - اس کے علاوہ جو

كُنَّا نَعْمَلُ - ہم کیا کرتے تھے

قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ - یقیناً انہوں نے گھاٹے میں ڈالا اپنے آپ کو

وَ ضَلَّ عَنْهُمْ - اور گم ہو گیا ان سے

مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ - وہ جو وہ لوگ گھڑتے تھے

اِفْتَرٰى يُفْتَرِي ، اِفْتَرَاءً - گھڑنا (جھوٹ) (VIII)

هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا تَأْوِيلَهُ ۚ يَوْمَ يَأْتِي تَأْوِيلُهُ يَقُولُ الَّذِينَ نَسُوهُ مِن قَبْلُ قَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا
بِالْحَقِّ فَهَل لَّنَا مِن شُفَعَاءَ فَيَشْفَعُوا لَنَا أَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ ۚ قَدْ خَسِرُوا
أَنفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٥٣﴾

اب کیا یہ لوگ اِس کے سوا کسی اور بات کے منتظر ہیں کہ وہ انجام سامنے آجائے جس کی یہ کتاب خبر دے رہی ہے؟ جس روز وہ انجام سامنے آگیا وہی لوگ جنہوں نے اسے نظر انداز کر دیا تھا کہیں گے کہ "واقعی ہمارے رب کے رسول حق لے کر آئے تھے، پھر کیا اب ہمیں کچھ سفارشی ملیں گے جو ہمارے حق میں سفارش کریں؟ یا ہمیں دوبارہ واپس ہی بھیج دیا جائے تاکہ جو کچھ ہم پہلے کرتے تھے اس کے بجائے اب دوسرے طریقے پر کام کرکے دکھائیں" انہوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈال دیا اور وہ سارے جھوٹ جو انہوں نے تصنیف کر رکھے تھے آج ان سے گم ہو گئے

Are they waiting for the fulfilment of its warning? On the Day that warning is fulfilled, those that have neglected it before will say: 'The Messengers of Our Lord did indeed bring forth the truth. Are there any intercessors who will now plead on our behalf? Or, can we be restored to life that we might perform differently from that which we did? They surely ended in utter loss, and the lies they had fabricated failed them.

هَلۡ يَنۡظُرُوۡنَ اِلَّا تَاۡوِيۡلَهٗ ؕ يَوۡمَ يَاۡتِىۡ تَاۡوِيۡلُهٗ يَقُوۡلُ الَّذِيۡنَ نَسُوۡهُ مِنۡ قَبۡلُ قَدۡ جَآءَتۡ رُسُلُ رَبِّنَا بِالۡحَـقِّ‌ ۚ فَهَلۡ لَّنَا مِنۡ شُفَعَآءَ فَيَشۡفَعُوۡا لَنَآ....

حق کی توضیح و تشریح میں کوئی کسر باقی نہیں رہ گئی

- کفر کے نتیجے میں جس طرح کی زندگی وجود میں آتی ہے اس کے فکری رشتوں ' عملی صورتوں اور پھر ان کے انجام کو گزشتہ آیات میں پوری طرح کھول دینے کے بعد روشنی کی ایک کرن دکھائی گئی تھی وہ تھی اللہ کی کتاب جو انسانی زندگی کی بہتری اور کامیابی کی نوید لے کر آئی تھی
- اب فرمایا جارہا ہے کہ تمہیں نہ کفر کی بدصورتی سوچنے پر مجبور کرتی ہے، نہ اس کے برے کردار تمہارے رویے میں تبدیلی پیدا کرتے ہیں اور نہ اس کی کتاب کے پیش کردہ حقائق تمہارے لیے کوئی بھلائی کا راستہ کھولتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم اصلاً اس بات کا انتظار کر رہے ہو کہ ہمارے کفر اور ہماری بداعمالیوں کا جو بھی نتیجہ ہو سکتا ہے اور جو انجام بھی ہمارا منتظر ہے وہ سامنے آتا ہے تو آ ہی جائے
- تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ جس دن وہ انجام تمہارے سامنے آ جائے گا اور اس کی دو صورتیں ممکن ہیں ایک تو یہ کہ اللہ کے عذاب کا کوڑا تم پر برسے اور دوسری صورت یہ ہے کہ قیامت کے دن تم اللہ کی عدالت میں جواب دہی کے لیے کھڑے کیے جاؤ (دوسری صورت تو بہر حال ہو کے رہے گی ہو سکتا ہے پہلی صورت پیش آ جائے)
- جو شخص نہ طبیب کے عاقلانہ مشوروں کو قبول کرتا ہے اور نہ اپنے جیسے بکثرت بیماروں کو طبیب کی ہدایات پر عمل کرنے کی وجہ سے شفایاب ہوتے دیکھ کر ہی کوئی سبق لیتا ہے، وہ اب بستر مرگ پر لیٹ جانے کے بعد ہی تسلیم کرے گا کہ جن طریقوں پر وہ زندگی بسر کر رہا تھا وہ اس کے لیے واقعی مہلک تھے۔

هَلۡ يَنۡظُرُوۡنَ اِلَّا تَاۡوِيۡلَهٗ ؕ يَوۡمَ يَاۡتِىۡ تَاۡوِيۡلُهٗ يَقُوۡلُ الَّذِيۡنَ نَسُوۡهُ مِنۡ قَبۡلُ قَدۡ جَآءَتۡ رُسُلُ رَبِّنَا بِالۡحَـقِّ‌ ۚ فَهَلۡ لَّنَا مِنۡ شُفَعَآءَ فَيَشۡفَعُوۡا لَنَاۤ....

- لیکن اس وقت نہ تو پچھتانے سے کوئی فائدہ ہوگا، نہ توبہ کرنے سے اور نہ حق کو اس وقت قبول کرنے سے
- اب جب کافر دیکھیں گے کہ ان کی توبہ کے قبول ہونے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تو پھر اپنے ان شفاعت کرنے والوں کو پکاریں گے دنیا میں جن کے بھروسے پر انھوں نے اسلام کی دعوت قبول کرنے سے انکار کیا تھا پوچھیں گے کہ جن کو ہم نے اللہ کی صفات میں شریک ٹھہرایا کسی کو دیوتا مانا، کسی کو اوتار، کہیں بت پرستی ہوتی رہی اور کہیں مظاہر پرستی ان میں سے ایک ایک کو پکاریں گے کہ کیا آج ہماری کوئی سفارش کرے گا یا نہیں
- اور یہ بالکل ممکن نہیں ہوگا اور انھیں مکمل محرومی ہوگی تو پھر وہ آخری درخواست پیش کریں گے کہ کیا یہ نہیں ہوسکتا کہ ہمیں دنیا میں بھیج کر ایک اور موقع دیا جائے۔ اگر ایسا موقع ہمیں مل جائے تو ہم یقین دلاتے ہیں کہ اب دنیا میں جا کر ہم اللہ اور اس کے رسول کی فرمان برداری کریں گے نافرانی نہیں کریں گے۔
- اللہ کی طرف سے آواز آئے گی کہ دنیا میں جہاں تک تمہارے سمجھانے بجھانے کا تعلق ہے وہ حق ادا ہو چکا تم پر پوری طرح اتمام حجت کردیا گیا لیکن اس وقت تم نے ایک نہ سنی جس کے نتیجے میں تمہارا سب کچھ تباہ ہو گیا
- اور جو سکہ آخرت میں چل سکتا تھا اسے تم نے ہمیشہ نظر انداز کیا اس لیے آج تمہارے لیے یا ان سب کے لیے جو بھی تمہاری طرح یہ کفر کی زندگی گزار کر ہمارے پاس آئیں گے ناکامیوں اور محرومیوں کے سوا کچھ نہیں ہوگا

☜ قرآن کا انکار کرنے والے، اس سے اغماض برتنے والے، معارف قرآن سے بے اعتنائی کے سبب اپنا سرمایہ زندگی تباہ کرتے ہیں۔ قرآنی تعلیمات پر ایمان رکھنا اور عمل کرنا سرمایہ زندگی کو تباہی سے بچانے کا ذریعہ ہے

إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۫ يُغْشِى الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ۙ

اِنَّ رَبَّكُمُ - بیشک تم لوگوں کا رب

اللّٰهُ الَّذِىْ - وہ اللہ ہے جس نے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ - پیدا کیا آسمانوں کو اور زمین کو

فِىْ سِتَّةِ اَيَّامٍ - چھ دنوں میں

ثُمَّ اسْتَوٰى - پھر وہ متمکن ہوا

اِستَوَى يَسْتَوِي ، اِسْتَواءً - قرار پکڑنا، قائم ہونا، توجہ دینا (VIII)

عَلَى الْعَرْشِ - عرش پر

يُغْشِى الَّيْلَ النَّهَارَ - وہ ڈھانپتا ہے رات کو دن سے

أغْشَى يُغْشِي ، إغْشَاءً - ڈھانپ دینا

يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا - وہ پیچھے آتا ہے تیزی سے

طَلَبَ يَطْلُبُ ، طَلَبًا - طلب کرنا، مانگنا، پیچھے آنا

حَثَّ يَحُثُّ ، حَثًّا کسی کام پہ ابھارنا، رغبت دلانا

حَثِّيْث - تیزرو (اکسایا ہوا ہونے کی وجہ سے)

وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ وَ النُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ؕ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ ؕ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۵۴﴾

وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ - اور (پیدا کیا) سورج کو اور چاند کو

وَ النُّجُوْمَ - اور ستاروں کو

سَخَّرَ يُسَخِّرُ ، تَسْخِيْرًا مسخر کرنا، تابع بنانا

مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ - مطیع کیے ہوئے اپنے حکم سے

مُسَخَّر - مطیع کیا ہوا

مُسَخَّرَةٌ - مؤنث (واحد)

مُسَخَّرات - مؤنث (جمع) - فرمانبردار بنائے ہوئے، تابع کئے ہوئے

اَلَا لَهُ الْخَلْقُ - خبردار ! اس کے لیے ہی ہے پیدا کرنا

وَ الْاَمْرُ - اور حکم دینا

تَبٰرَكَ اللّٰهُ - اللہ بہت برکت والا ہے

تَبَارَكَ بہت برکت والا (یہ لفظ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے آتا ہے)

بے انتہا بزرگ و عظیم، اپنی ذات و صفات و افعال میں اپنے سوا ہر ایک سے بالاتر

رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ - جو تمام جہانوں کا پرورش کرنے والا ہے

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ فِیۡ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسۡتَوٰی عَلَی الۡعَرۡشِ ۟ یُغۡشِی الَّیۡلَ
النَّهَارَ یَطۡلُبُهٗ حَثِیۡثًا ۙ وَّ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ وَ النُّجُوۡمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمۡرِهٖ ؕ اَلَا لَهُ الۡخَلۡقُ وَ الۡاَمۡرُ ؕ تَبٰرَكَ
اللّٰهُ رَبُّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۵۴﴾

در حقیقت تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا، پھر اپنے تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہوا جو رات کو دن پر ڈھانک دیتا ہے اور پھر دن رات کے پیچھے دوڑا چلا آتا ہے جس نے سورج اور چاند اور تارے پیدا کیے سب اس کے فرمان کے تابع ہیں خبردار رہو! اُسی کی خلق ہے اور اسی کا امر ہے۔ بڑا بابرکت ہے اللہ، سارے جہانوں کا مالک و پروردگار

Surely your Lord is none other than Allah, Who created the heavens and the earth in six days, and then ascended His Throne; Who causes the night to cover the day and then the day swiftly pursues the night; Who created the sun and the moon and the stars making them all subservient to His command. Lo! His is the creation and His is the command. Blessed is Allah, the Lord of the universe.

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ ۫ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ یَطْلُبُهٗ حَثِیْثًا ۙ وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ وَ النُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ؕ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ ؕ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۵۴﴾

نظامِ ہستی کا خالق اور مُدبّر ہی ربوبیت کے لائق

- اس رکوع کی آیات میں توحید کے مضمون کی وضاحت کی گئی ہے کہ آسمانوں اور زمین کا خالق خدا ہے اور وہ اس کائنات کو پیدا کرکے اس سے بے تعلق نہیں ہو بیٹھا ہے بلکہ اپنے عرش حکومت پر متمکن ہو کر تمام کائنات پر فرماں روائی کر رہا ہے۔ دن اور رات، سورج اور چاند، ستارے اور سیارے سب اسی کے احکام کی تعمیل میں شب و روز گردش میں ہیں۔
- جس نے خلق کیا ہے اسی کا حکم تمام کائنات پر جاری ہے اور خالق کائنات کے سوا دوسرا کوئی حق دار کس طرح ہو سکتا ہے کہ خدا کی خلق کی ہوئی کائنات میں اس کا حکم چلے؟
- یہ کائنات اپنے وجود سے شاہد ہے کہ اس کو خلق کرنے والی ہستی بڑی ہی بافیض اور نہایت ہی بابرکت و رحمت ہستی ہے تو خفیہ بھی اور کھلے عام بھی اسی کو پکارو اور امید و بیم بھی ہر حال میں اسی سے لو لگاؤ۔
- زمین و آسمانوں کی پیدائش چھ دنوں میں :
  - ← زمین و آسماں کی پیدائش ایک تدریجی عمل سے ظہور پزیر ہوئی
  - ← آسمانوں اور زمین کی آفرینش چھ مرحلوں میں انجام پائی (six periods of creation)
  - ← اس آیتِ کریمہ میں مفسرین کے نزدیک لفظ "یوم" سے مراد چوبیس گھنٹے کا دن نہیں بلکہ مرحلہ یا دور ہے

إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۚ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ۙ وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ وَ النُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ؕ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ ؕ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۵۴﴾

زمین وآسمانوں کی پیدائش چھ دنوں میں :

- ٦ دن ہوں یا ٦ ادوار یا مرحلے ، یہ حقیقت ابھی تک متشابہات کے زمرے میں ہے (کہ چھ دنوں سے کتنا طویل زمانہ مراد ہے۔لاکھوں ، کروڑوں سال یا اس سے بھی زیادہ) ؟
- سورۃالسجدہ میں ایک دن ، ایک ہزار سال اور سورۃالمعارج میں ایک دن ہمارے ۵۰ ہزار سال کا بتایا گیا ہے

- زمین وآسمان (کائنات) کی آفرینش کے بعد اللہ تعالیٰ نے عرش پر متمکن ہو کر اقتدار کے ساتھ ان کے امور کی تدبیر کی۔
- عرش کی حقیقت اور اللہ تعالیٰ کے عرش پر متمکن ہونے کی کیفیت ہمارے تصور سے بالاتر ہے۔اس لحاظ سے یہ آیت متشابہات میں سے ہے۔اس کی اصل حقیقت کو اللہ ہی جانتا ہے
- یہ قرآن مجید کا اعجاز ہے کہ انتہائی پیچیدہ علمی نکتے کو بھی ایسے الفاظ اور ایسے پیرائے میں بیان کردیتا ہے کہ ایک عمومی ذہنی سطح کا آدمی بھی اسے پڑھ کر مطمئن ہو جاتا ہے، جبکہ ایک فلسفی و حکیم انسان کو اسی نکتے کے اندر علم و معرفت کا بحرِ بے کراں موجزن نظر آتا ہے وہ اس پر غور و فکر کرکے اس میں موجود علم اور حکمتوں کے خزانوں کو دریافت کرتا ہے
- پندرہ سو سال پہلے صحرائے عرب کے ایک بدو کو اس آیت کا یہ مفہوم سمجھنے میں کوئی الجھن محسوس نہیں ہوئی ہوگی کہ یہ کائنات اللہ کی تخلیق ہے اور اسی کو حق ہے کہ اس پر اپنا حکم چلائے

آیات 48 - 53

رکوع 6

- شرک کے مختلف پہلوؤں پر تنقید اور اس کے دنیوی اور اخروی نتائج کی بحث
- ان لوگوں کی مذمت کی گئ جنہوں نے کھیل تماشے کو ہی اپنا دین بنالیا۔ وہ آخرت کی تیاری کے لیے کبھی سنجیدہ ہوئے ہی نہیں۔ ایسے لوگ روزِ قیامت اپنے دنیاوی طرزِ عمل اور غفلت پر کفِ افسوس ملیں گے لیکن اس کا کوئی فائدہ نہ ہوگا — ایک نہایت برا انجام ان کا مقدر ہوگا
- یہ منکرین، مکذبین اور متکبرین اپنے دنیاوی عقائد واعمال کی بنا پر روزِ قیامت اپنی ہیئت اور اپنی خاص نشانیوں سے پہچانیں جائیں گے، اسی طرح صالح اہل ایمان بھی
- اس دنیا میں انسان کا عقیدہ اور اس کا طرزِ عمل اس کے اخروی انجام کا فیصلہ کرے گا
- اللہ تعالیٰ نے حق کے واضح کرنے کے تمام اسباب مہیا فرمادیئے اور اس ضمن میں حجت تمام کردی، اس کے بعد حق سے اعراض کا ایک ہی نتیجہ برآمد ہوگا اور وہ اس دنیا میں اللہ کی پکڑ یا پھر یقینی طور پر اللہ کے سامنے جوابدہی کے وقت ان کے لئے شدید عذاب کا فیصلہ

اضافی مواد

Reference Material

زمین وآسمان کی ارتقائی تخلیق

- زمین وآسمان قرآنِ مجید کی ایک مستقل تعبیر ہے اس کون ومکاں، تمام کائنات اور تخلیق کے لئے
- قرآن مجید کے مطالعے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ کائنات کی تشکیل و تعبیر کا سلسلہ چھ دن میں مکمل ہوا
- آسمان و زمین کی چھ دنوں میں تخلیق کا مضمون قرآن مجید میں سات مرتبہ آیا ہے (سورہ الاعراف -آیت 54، سورہ یونس-آیت 3، سورہ ہود -آیت 7، سورہ الفرقان- آیت 59، سورہ السجدہ -آیت 4، سورہ ق -آیت 38، سورہ الحدید- آیت 4، سورہ فصِلت ۔آیت 9 تا 12)
- سورہ فصلت سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ زمین وآسمان دو دن کی مدت میں تخلیق ہوئے، زمین میں موجود چیزیں چار دن کی مدت میں تخلیق ہوئیں
- چھ دنوں سے کیا مراد ہے؟
- قرآنِ مجید میں لفظ " یوم " استعمال ہوا ہے جس کے معروف معنی ایک روزِ یا دن کے ہیں لیکن یہاں یہی ہمارے شب وروز کے چھ دن مراد لینا معقول نہیں ہوگا، اس لئے کہ چوبیس گھنٹوں پر محیط دن کی تخلیق تو آسمان وزمین اور شمس وقمر کی تخلیق کے بعد ہوئی ہے اور یہاں تو خود زمین اور جملہ آسمانی کرّوں، کہکشاؤں، ستاروں، سیاروں اور خلاؤں کی پیدائش کا زمانہ بیان ہو رہا ہے، زمین اور سورج کی تخلیق سے قبل ایسے دن کا تصور غیر معقول ہے جو چوبیس گھنٹے پر محیط ہو۔

زمین وآسمان کی ارتقائی تخلیق

کیا " یوم " سے مراد کوئی اور عرصہ زمان لیا جاسکتا ہے؟

- عربی زبان میں اس کی گنجائش ہے کہ لفظ " یوم " سے مراد دَور یا وقفہ لیا جائے۔ عربی زبان میں " یوم " اس گھڑی یا وقت کے متعین حصے کو کہتے ہیں جو وقت کے دوسرے حصے سے مختلف اور نمایاں ہو، چنانچہ "ایام العرب" کا مفہوم ہے عربوں کی مشہور جنگیں
- ہماری زمین کی اپنے محور (Axis) پر ایک گردش مکمل ہونے سے ہمارا چوبیس گھنٹے کا ایک رات دن وجود میں آتا ہے۔ اسی طرح ہر سیارے کا دن دوسرے سے مختلف ہے اور ہماری کہکشاں (Milky way Galaxy) 20 کروڑ سال میں ایک چکر پورا کرتی ہے
- قرآنِ مجید نے یوم کا لفظ وقت کی ایک تغیر پذیر لمبائی (variable length of time) کے لئے اِستعمال کیا ہے:

← قرآنِ مجید میں ارشاد ہوا وَإِنَّ يَوْمًا عِندَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ ۲۲/۴۷ اور تیرے رب کے ہاں کا ایک دن تمہارے شمار کے ہزار برس کے برابر ہوا کرتا ہے

← دوسری جگہ ارشاد فرمایا فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ ۷۰/۴ ..... ایک ایسے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے

- اس سے معلوم ہوا کہ یوم کا مفہوم محض چوبیس گھنٹے کا دن نہیں بلکہ اس کا مفہوم اس سے وسیع تر ہے، اس سے مراد بہت طویل زمانے، ادوار، مرحلے یا periods of creation ہو سکتے ہیں

زمین و آسمان کی ارتقائی تخلیق

تخلیق کائنات؟

- قرآنِ مجید کی ان آیات پر غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ :
- ← کائنات محض حادثاتی (accidental) طور پر معرضِ وُجود میں نہیں آئی بلکہ یہ اللہ ربّ العزّت کے اِرادے اور اُس کی قدرتِ کاملہ کا نتیجہ ہے
- ← اس کائنات کا حیرت انگیز نظم و ضبط اور نظام یہ ظاہر کرتا ہے کہ اُس کا وجود قدرتِ اِلٰہیہ کی کامل منصوبہ بندی کے تحت ہی قائم ہے
- ← کائنات کی تخلیق و اِرتقاء ایسا مرحلہ وار عمل تھا جو بتدریج 6 اِرتقائی اَدوار میں مکمل ہوا (جس کی بہت زیادہ تفصیل قرآنِ مجید میں بیان نہیں ہوئی، اس کے مقابل بائبل میں یہ مرحلہ وار تخلیق اتنی تفصیل کے ساتھ ہے کہ جدید سائنسی تحقیقات نے اس پر سوالیہ نشان لگا دیئے ہیں)
- ← قرآن کی آیات سے ہمیں کائنات کی تخلیق کے تین حصے معلوم ہوتے ہیں (۱) زمین کی پیدائش (Earthly Creation)، (۲) آسمانوں کی پیدائش (Heavenly Creation)، (۳) خلا کی پیدائش (Intermediary Creation) - ان سب کو قرآن نے اس آیتِ کریمہ میں بیان کیا ہے "خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا" اُس نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ اُن کے درمیان ہے تخلیق فرمایا (سورۃُ السجدہ)-

قرآن مجید میں ۱۰ مقامات پر زمین و آسمان اور ان کی درمیان میں جو کچھ ہے اس کی پیدائش کا ذکر آیا ہے

زمین و آسمان کی ارتقائی تخلیق

تخلیق کائنات؟

- یہاں زمین (کی پیدائش) سے مراد محض یہ سیارہ (earth) مراد نہیں بلکہ جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی کئی اور زمینیں بھی پیدا فرمائی ہیں
- اَللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ (الطلاق-12) اللہ وہی ہے جس نے سات آسمان اور ان ہی کی طرح (سات) زمینیں پیدا کیں۔
- آسمانوں کی طرح زمینیں بھی متعدد ہیں اگر سات کا عدد آسمانوں (بالائی طبقات) کے لئے محض تعدد اور کثرت (plurality) کے معنی میں تصور کیا جائے تو زمین کی طرح کے اور طبقات اور سیارگان مراد ہو سکتے ہیں
- تخلیقِ کائنات میں جو وقت کا ذکر ہے اس کو ہمارے لئے موجودہ پیمانوں سے معلوم (quantify) کرنا ممکن نہیں اس لئے کہ اب ہمیں معلوم ہے کہ وقت ایک اضافی چیز ہے (Time is relative)، زمین پر، خلا میں، کسی بلیک ہول میں وقت بالکل مختلف چیز ہو گی (اسی کو Gravitational time dilation کہا گیا ہے)
- قرآن کی وہ آیات جن میں ایک یوم کو ہمارے ایک ہزار سال اور دوسری جگہ ۵۰ ہزار سال کا کہا گیا وہ وقت کی اضافیت (Relativity) پہ دلیل ہیں

زمین و آسمان کی ارتقائی تخلیق

- زمین و آسمان کی تخلیق کا سائنسی نظریہ:
- فلکی طبیعیات کے ماہرین ابتدائے کائنات کی وضاحت ایک ایسے مظہر کے ذریعے کرتے ہیں جسے وسیع طور پر قبول کیا جاتا ہے اور جس کا جانا پہچانا نام "بگ بینگ" یعنی عظیم دھماکا ہے۔ جس کے مطابق ابتدا میں (تقریباً 15 ارب سال قبل) یہ ساری کائنات ایک بڑی کمیت (گولے) کی شکل میں تھی۔ پھر ایک عظیم دھماکا یعنی بگ بینگ ہوا، جس کا نتیجہ کہکشاؤں کی شکل میں ظاہر ہوا۔ پھر کئی کروڑ سال تک کائنات میں صرف توانائی بکھری رہی اور پھر رفتہ رفتہ درجہ حرارت کم ہونے کے بعد وہ سورج، چاند، ستاروں اور دوسری اشکال میں ڈھل گئی۔
- اس سائنسی نظریے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مختلف کہکشاؤں، سیاروں، ستاروں اور دیگر تمام اجرامِ فلکی اس عظیم دھماکے سے لیکن اس دھماکے کے کروڑوں اور اربوں سال بعد وجود میں آئے
- قرآنِ مجید کی ایک آیت (الانبیاء -21) اور بگ بینگ کے درمیان حیرت انگیز مماثلت موجود ہے أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا ؕ : "اور کیا کافروں نے نہیں دیکھا کہ جملہ آسمانی کائنات اور زمین (سب) ایک اکائی کی شکل میں جڑے ہوئے تھے پس ہم نے ان کو پھاڑ کر جدا کر دیا"

زمین و آسمان کی ارتقائی تخلیق

سائنس کے متبعین یہ اعتراض کرتے ہیں کہ قرآنی لفظ " سماء " یعنی آسمان سائنسی لحاظ سے کوئی چیز نہیں تو پھر قرآن میں اس کا ذکر کیا معنی رکھتا ہے؟

- السَّمَآء کا لفظ سَمَا یَسْمُو سے ہے، جس کے معنی بلندی کے ہیں۔ لغت کے اعتبار سے کسی بھی چیز کے اُوپر جو کچھ ہے وہ اُس چیز کا سماء ہے، اس اِعتبار سے لفظِ ’ سمآ ‘ کا اِطلاق کرۂ ارض کے گِرداگِرد موجود تمام کائنات پر ہوتا ہے اور زمین کے علاوہ تمام کائنات اور اَجرامِ سماوِی عالمِ سماوات میں شامل ہیں۔
- آسمان کا لفظ قرآن میں متعدد معنی میں استعمال ہوا ہے، کہیں اِس سے مُراد بادل ہیں تو کہیں بارش۔ کہیں اِس کا اِستعمال کرۂ ہوائی کے معنی میں ہوا ہے تو کہیں بالائی کائنات کے معنی میں۔ الغرض کرۂ ارضی کی فضائے بسیط سے لے کر عالمِ طبیعی کی آخری حدوں تک وسیع و عریض کائنات کے تمام گوشوں پر لفظِ سمآء کا اِطلاق ہوتا ہے۔ گویا زمین کے علاوہ باقی ساری کائنات کے لیے اس لفظ کا اطلاق ہوتا ہے اور یوں سماوات و الارض کی اصطلاح پوری کائنات کے لئے
- یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیئے کہ قرآن ہدایت کی کتاب ہے ، یہ سائنس کی کوئی درسی کتاب نہیں (جس میں سائنسی اصطلاحات اور ان کی تعریفیں بیان کی گئی ہوں)، قرآن نے اپنے مخاطبین اور خاص کو اولین مخاطبین کے فہم کے مطابق وہ اصطلاحات استعمال کی ہیں جن کو سمجھنا ہر دور کے انسان کے لئے کوئی مشکل نہ ہو اور چونکہ یہ سراسر حق ہے اس لئے اس کے حقائق اور اس کی اصطلاحات سادہ اور آسان ہونے کے باوصف کبھی غلط نہ ہوں گی

قرآن میں علمی و سائنسی حقائق

- اسلامی تعلیمات کا اہم اور بنیادی ماخذ قرآن مجید ہے اور انسان قرآن مجید کا بنیادی موضوع ہے، انسان کو بار بار اس بات کی دعوت دی گئی کہ وہ ارد گرد میں پیش آنے والے واقعات، حالات اور تغیرات سے باخبر رہے اور ان پر تفکر وتدبر کرے، اللہ کی طرف سے عطا کردہ علم و عقل اور قوت و شعور سے کائنات کے ظاہری و باطنی رازوں پر سوچے
- دنیا کے دیگر مذاہب کے برعکس اسلام نے عقل پر پہرے بٹھانے کی بجائے عالمِ ارض و سما میں غور و فکر کرنے اور تسخیر کائنات کو بندہ مومن کی بنیادی صفات میں سے شمار کیا ہے
- قرآن کریم میں بے شمار ایسی آیات پائی جاتی ہیں جن میں لیل ونہار کی گردش، آسمان وزمین کی تخلیق، سمندروں میں کشتیوں کے چلنے اور ہواؤں کے آنے جانے میں بھرپور انداز میں غور و فکر کرنے کی دعوت دی گئی ہے
- " قرآن جہاں ہمیں علم (سائنس) کو ترقی دینے کی دعوت دیتا ہے وہاں خود اس میں قدرتی حوادث سے متعلق بہت سے مشاہدات و شواہد ملتے ہیں اور اس میں ایسی تشریحی تفصیلات موجود ہیں جو جدید سائنسی مواد سے کلی طور پر مطابقت رکھتی ہیں۔ یہودی، عیسائی تنزیل میں ایسی کوئی بات نہیں" (ڈاکٹر موریس بکائیے)
- اس حقیقت میں کوئی شبہ نہیں کہ کائنات، حیات اور انسان کے بارے میں سائنس جو حقیقتیں سامنے لاتی ہے، ان سے قرآن کی بعض ان آیات کو زیادہ بہتر طور پر سمجھنے میں مدد ملتی ہے جن میں کسی نہ کسی طرح ان حقائق سے تعرض کیا گیا ہوتا ہے، سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ ۗ ، "جلد ہم انھیں اپنی نشانیاں آفاق (دنیا) میں بھی اور خود ان کی ذات میں بھی دکھائیں گے حتی کہ ان کے لیے واضح ہو جائے گا کہ بے شک یہ (قرآن) حق ہے "

قرآن میں علمی و سائنسی حقائق

- اس آیت میں اللہ رب العزت نے انسان کی داخلی نشانیوں (Internal Signs) اور کائنات کے اندر مختلف جگہ بکھری ہوئی باہری نشانیوں (External Signs) کو دکھائیں گے۔ جن کو دیکھ کر بندہ خود ہی بے تحاشہ پکار اٹھے گا کہ جو چیز اللہ تبارک وتعالی نے بتادی ہے وہ سب حق ہے
- قرآن نے ان علوم کی طرف جو دعوت دی ہے وہ کائنات کے مظاہر میں تفکر وتدبر اور دنیا کی نعمتوں سے مفید ہونے اور اس کی چیزوں سے عبرت حاصل کرنے کی دعوت پر مشتمل ہے
- قرآنِ مجید کی سینکڑوں آیات ایسی ہیں جو سائنسی علوم سے متعلق ہیں ان سے مکمل صرفِ نظر کرکے آگے گذر جانا قرآن مجید کے ایک بڑے حصے سے غیر متعلق ہو جانا ہے
- مسلمانوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ان آیات میں غور و فکر اور تحقیق کریں اور اس کی روشنی میں انسانوں کو قرآنی تعلیمات سے منور کریں
- " یہ قرآن کے اسی انداز اور اسلوب کا نتیجہ تھا کہ مسلمانوں نے اپنے دور عروج میں آفاق و انفس کے تمام گوشوں اور پہلوؤں سے متعلق سائنس کے جملہ شعبوں کے ذخیرہ معلومات کو ہند و یونان سے اخذ کیا اور پھر نہ صرف یہ کہ انہیں ترقی دے کر بام عروج تک پہنچایا بلکہ متعدد نئے علوم و فنون ایجاد کیئے اور فی الجملہ قافلہ انسانیت کو زمانہ وسطیٰ کی جہالت کی تاریکیوں اور توہمات کے اندھیروں سے نکال کر مشاہدہ و تجربہ، تحقیق و تفتیش اور ایجاد و اختراع کی شاہراہ پر ڈال دیا" (ڈاکٹر اسرار احمد، مطالعہ فطرت اور ایمان)

قرآن میں علمی و سائنسی حقائق

- اسلام اور سائنسی علم یا سائنسی رویوں میں کوئی تضاد نہیں، اسلام نہ صرف سائنسی انداز فکر کی دعوت دیتا ہے بلکہ سائنس کے لیے پیشوا کا کردار ادا کرتے ہوئے تحقیقات کے نئے باب بھی کھولتا ہے۔
- اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات اور عالمگیر دین ہے اس نے زندگی کے تمام مسائل کے متعلق اصول و قواعد وضع کیے ہیں۔ معاشیات، معاشرت، طب، انجینئرنگ، حکمت، سائنس، صحافت، بزنس، سیاست اور بے شمار علوم کے چشمے اسی سے پھوٹتے ہیں۔ قرآن مجید کی 750 آیات یعنی نواں حصہ مظاہر فطرت پر غوروخوض کرنے کی دعوت دیتا ہے اور اس غوروفکر کو بندہ مومن کی بنیادی صفات میں شمار کرتا ہے۔
- جب یہ حقیقت ہے کہ قرآنی تعلیمات کا 9/1 حصہ سائنس سے متعلق ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ سائنس اور اسلام میں کسی قسم کا کوئی تصادم ہو سائنس تو اسلام کی نقیب ہے اس کی ایجادات سے اسلام کی حقانیت مزید واضح ہو جاتی ہے
- اگر دور حاضر کے مسلمان فلاسفہ اور دانشور شعوری سائنسز کو بھی باقی علوم کی طرح جگر سوزی کے ساتھ پروان چڑھائیں تو کچھ بعید نہیں کہ شعوری سائنسز بھی مادی و حیاتیاتی علوم کی طرح بنی نوع انسان کو الہامی علوم کی صداقت کی طرف لے آئیں